

خصوصی سیکشن 1 فضلے کا بندوبست: پاکستان میں حالیہ پیش رفت

1 فضلے کا بندوبست

فضلہ، کچرا یا گھوڑا بے کار اشیاء ہوتی ہیں جنہیں ضائع کر دیا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں رواج ہے کہ کچرے گھوڑے کے ڈھیر کسی مخصوص جگہ پر لے جائے جاتے ہیں جنہیں ڈمپ سائٹس کہا جاتا ہے، تاہم ترقی پذیر ملکوں میں کچرا گھوڑا سڑکوں کے کنارے یا خالی پلاسٹس پر ڈال دیا جاتا ہے۔ کچرے سے اس طرح سے نمٹنا درست نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس طرح سے پھینکا جانے والا کچرا علاقے کے لوگوں کے لیے زحمت اور خرچے کا باعث بنتا ہے، نیز ماحولیاتی گندگی بھی ہوتی ہے۔ بڑھتی ہوئی آلودگی ماحول کو بدل کے رکھ دیتی ہے۔ دوسرے، کچرا گھوڑا صحت کے لیے نقصان دہ ہونے، اور انفراسٹرکچر پر مٹی اثرات ڈالنے کے سبب مالی اخراجات بڑھانے کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ ان باتوں کی اہمیت کے پیش نظر کچرے کے بارے میں حکومتوں کی رائے بدل چکی ہے۔ فضلے کا بندوبست نسبتاً نیا تصور ہے تاہم اس تصور نے دنیا بھر کی حکومتوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ اب ”فضلے کے بندوبست“ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ بے کار اور ناقابل استعمال سمجھے جانے والے کچرے کو اکٹھا کیا جائے، اسے زمرہ وار تقسیم (sorting) کیا جائے، پراسیس کر کے دوبارہ قابل استعمال بنایا (recycle) جائے اور دوبارہ استعمال کیا جائے۔ فضلے کا بندوبست اب محض ماحول کے تحفظ کی حکمت عملی نہیں رہا بلکہ یہ ایک صنعت بن چکا ہے جو معیشت میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

دوبارہ قابل استعمال اشیاء کی منڈیاں دنیا بھر میں تشکیل پا رہی ہیں۔ مجموعی طور پر 1.5 ملین سے زائد افراد اس صنعت سے وابستہ ہیں اور یہ صنعت سالانہ 160 ارب ڈالر سے زائد محصول پیدا کرنے کی گنجائش رکھتی ہے۔ فضلے سے بننے والے سامان کی جاپانی منڈی 2000ء میں 67 ارب ڈالر کی حامل تھی جبکہ امریکی منڈی 2003ء میں 47 ارب ڈالر کی حامل ہوئی۔¹ فضلہ اور کچرا بالعموم ترقی یافتہ ملکوں سے ترقی پذیر ملکوں کو بھیجا جاتا ہے جہاں پر اسے ثانوی صنعتوں اور ری سائیکلنگ صنعتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایشیا کے اکثر ممالک کا شمار ترقی پذیر ملکوں میں کیا جاتا ہے جو کہ ثانوی اور ری سائیکل شدہ اشیاء کی مکمل منڈی بن سکتے ہیں۔ چین اور بھارت جیسے بعض ایشیائی ممالک مغربی ملکوں کے ری سائیکلنگ ورکشاپ بن چکے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کی جہاز شکنی کی صنعت ہزاروں لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے علاوہ عام صنعتوں کو سستا خام مال مہیا کرتی ہے۔

اس خصوصی سیکشن میں فضلے کے بندوبست کے حوالے سے ہونے والی عالمی پیش رفت اور معیشت پر اس کے اثرات پر بحث کی گئی ہے، نیز پاکستان میں اس صنعت کی ترقی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

2 عالمی سطح پر فضلے کے بندوبست کے طریقے

دنیا بھر میں سالانہ اندازاً 4 ارب ٹن کچرا پیدا ہوتا ہے، اس میں سے 1.2 ارب ٹن کچرا ٹھکانے لگانا بلدیاتی اداروں کی ذمہ داری ہوتا ہے۔ ایک

¹ ماخذ: پیرو آف انٹرنیشنل ری سائیکلنگ

تخمینے کے مطابق صرف ایک ارب ٹن کچرا استعمال میں آتا ہے جس میں سے 600 ملین ٹن ری سائیکل کیا جاتا ہے جس میں 170 ملین ٹن کاغذ، 405 ملین ٹن فولادی اشیا، 25 ملین ٹن غیر فولادی اور 5 ملین ٹن پلاسٹک کی اشیا ہوتی ہیں۔ اندازاً 200 ملین ٹن کچرا توانائی پیدا کرنے میں استعمال ہوتا ہے جس سے 220 ملین بیرل تیل (6 لاکھ بیرل یومیہ) بنتا ہے۔²

فاضل اشیا کو کئی طریقوں سے صاف کیا جاتا ہے، جیسے ری سائیکل، جلانا اور زیر زمین دہانا۔ دنیا بھر میں اس صنعت سے وابستہ لوگوں کا ہدف یہ ہے کہ فضلے سے بجلی پیدا کی جائے، اس سے کھاد بنائی جائے یا پھر دوبارہ استعمال کے لیے اسے ری سائیکل کیا جائے۔ یورپ³ میں 41 فیصد میونسپل فضلہ دوبارہ کارآمد بنایا جاتا ہے، امریکہ میں یہ تناسب 32 فیصد ہے۔ چین کا ہدف ہے کہ 2030ء تک وہ اپنا 30 فیصد کچری سائیکل کرنے کے قابل ہو جائے گا، اس مقصد کے لیے وہ 6.3 ارب روپے کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔⁴ انسریٹرز (incinerator) یا کچرا بھٹی میں کچرے کو جلا کر راکھ بنادینے کا طریقہ دنیا بھر میں رائج ہے، یہ طریقہ کچرے سے توانائی بنانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں اس طرح کی 800 سے زائد بھٹیاں موجود ہیں جن میں سے تقریباً 400 صرف یورپ اور 236 جاپان میں ہیں۔⁵

یہ بات حیران کن ہے کہ ان کچرا بھٹیوں سے جو بجلی پیدا کی جاتی ہے وہ دنیا بھر کے ہوائی ٹربائن اور شمسی پینل کی مجموعی بجلی سے زیادہ ہے۔ یورپ کی کچرا بھٹیوں سے بننے والی بجلی 27 ملین لوگوں کی ضرورت پوری کرتی ہے۔ جاپان کی کچرا بھٹیوں سے حاصل ہونے والی توانائی ایک ایٹمی پلانٹ کی توانائی کے مساوی ہے۔ مصر کے شہر اسکندریہ میں ری سائیکلنگ پلانٹ سے سالانہ ایک لاکھ 20 ہزار ٹن مصنوعی کھاد پیدا ہوتی ہے۔ یورپ نے 2010ء کے لیے ہدف بنا رکھا ہے کہ توانائی کی 12 فیصد مقامی ضروریات اور 22 فیصد بجلی کچرے سے حاصل کی جائے گی۔ اسی طرح امریکہ کا منصوبہ ہے کہ وہ اپنی 5 فیصد بجلی، 20 فیصد ٹرانسپورٹ ایندھن اور 25 فیصد کیمیکلز گوہر، جنگل اور میونسپل اداروں سے حاصل ہونے والے فضلے سے پیدا کرے گا۔⁶

ترقی پذیر ممالک اگرچہ تاخیر سے سہی، کچرے کے بندوبست اور اس کی معاشی اہمیت پر توجہ دینے لگے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (یو این ای پی) جیسے بین الاقوامی ادارے متعلقہ شعبے میں استعداد بڑھانے کے لیے ان ملکوں کے ساتھ قریبی تعاون کر رہے ہیں۔

3 پاکستان میں فضلے کی پیدائش

پاکستان کی آبادی 160 ملین سے زائد ہو چکی ہے، بنیادی سہولتوں کے فقدان کے باعث ماحولیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ملک میں کچرا اور فضلہ گھروں، تجارتی علاقوں، اداروں، تعمیراتی مقامات، صنعتی علاقوں اور زرعی زمینوں سے آتا ہے۔ کچرا کی پیدائش کے عمل پر اثر انداز ہونے

² From Waste to Resource: An abstract of "2006 World Waste Survey" by Veolia Environmental Services, and Cyclopes

³ اس میں 15 ممالک شامل ہیں: آسٹریا، بلجیم، ڈنمارک، فن لینڈ، فرانس، جرمنی، یونان، آئر لینڈ، اٹلی، لکسمبرگ، نیدر لینڈز، پرتگال، اسپین، سویڈن، برطانیہ۔

⁴ اکٹاسٹ، شمارہ 21 تا 28 فروری 2009ء۔

⁵ The Worldwide Market for Waste Incineration Plants، پنجاب "ایکو پروگ"، مارچ 08ء۔

⁶ اکٹاسٹ، شمارہ 21 تا 28 فروری 2009ء۔

والے عوامل علاقے کا رقبہ اور نوعیت اور اہل علاقہ کی آمدنی ہیں۔ ٹھوس نوعیت کا کچرا عموماً اپنی جائے پیدائش ہی پر ڈال دیا جاتا ہے، یا پھر خالی پلاٹوں، نالیوں (جس سے نکاسی میں رکاوٹ پڑتی ہے) یا سڑک کنارے پھینک دیا جاتا ہے۔ اس ٹھوس کچرے میں پلاسٹک، ربر، دھات، کاغذ، گتہ، کپڑے، شیشہ، بچا کھچا کھانا، جانوروں کا فضلہ، پتے، گھاس، تنکے، چارہ، ہڈیاں، لکڑی اور پتھر شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسپتالوں میں بھی مخصوص نوعیت کا کچرا بھاری مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔

پاکستان کے تمام قسم کے طبی اداروں میں سالانہ دو لاکھ 50 ہزار ٹن کچرا بنتا ہے۔ بعض اسپتال اور میوہل ادارے اپنا کچرا جلادیتے ہیں جس سے انتہائی زہریلے قسم کا دھواں بڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے⁷۔ کھلی جگہوں پر کچرا ڈالنے سے کھیتوں اور محصوروں کی افزائش ہوتی ہے جو بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ اس کے علاوہ طبی اور صنعتی سمیت مختلف اقسام کے ناقابل تلف حیاتی فضلے ڈھیر کی شکل میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔⁸ پاکستان میں کچرے کو ضائع کرنے کے تین بنیادی طریقے استعمال کیے جا رہے ہیں: زمین میں دبانا، حجم کم کر دینا اور چھانٹنا۔

ملک میں کچرے اور فضلے کے بندوبست پر کیے جانے والے مختلف مطالعوں سے پتہ چلا ہے کہ پاکستان کے شہری علاقوں میں یومیہ 54 ہزار 888 ٹن کچرا پیدا ہوتا ہے جس میں سے 60 فیصد کچرا میوہل ادارے جمع کر لیتے ہیں۔ سرکاری اداروں کے تخمینے کے مطابق اکثر شہروں کا 30 سے 50 فیصد ٹھوس کچرا سرے سے جمع ہی نہیں ہو پاتا۔

وزارت ماحولیات نے 1996ء میں ایک اسٹڈی کی تھی جس کا مقصد ”پاکستان کے آٹھ منتخب شہروں میں ٹھوس کچرے کے بندوبست کی نجکاری پر قومی مطالعے کی تیاری کے لیے اعداد و شمار اکٹھا کرنا“ تھا۔ اسٹڈی سے معلوم ہوا کہ شہری اداروں کے زیر انتظام تمام قسم کے علاقوں سے یومیہ فی کس 0.283 سے 0.613 کلو گرام یا یومیہ فی گھر 1.896 سے 4.29 کلو گرام کی اوسط سے کچرا پیدا ہوتا ہے۔ آبادی میں اضافے کی موجودہ سالانہ شرح 2.6 فیصد کی بنیاد پر 2014ء میں پاکستان کی آبادی 197.77 ملین ہوگی جس کے باعث ٹھوس کچرے کی پیدائش بھی بڑھ کر 71 ہزار 18 ٹن یومیہ یا 25.921 ملین ٹن سالانہ ہو جائے گی۔

آبادی کے لحاظ سے پاکستان کے بڑے شہروں میں 2004ء کے دوران ٹھوس فضلے کی پیدائش کی تفصیل جدول خ س 1.1 میں دی گئی ہے:

4 پاکستان میں ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق قانونی اور ادارہ جاتی ڈھانچہ

زیادہ تر ترقی پذیر ملکوں کی طرح پاکستان میں ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق پالیسیاں اور قواعد و ضوابط معلومات اور اعداد و شمار کے بغیر بنائے گئے ہیں۔ اس کے باوجود ملک میں اس حوالے سے قوانین کی کوئی کمی نہیں۔ فی الوقت ملک میں ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق قواعد و ضوابط اور ادارہ جاتی ڈھانچے میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

⁷ Hospital Waste Management in Pakistan, Case Study Report Special Waste Fractions: Hospital Waste, Rehan Ahmed,

August 1997

⁸ Solid Waste Management in Pakistan by Engr. Muhammad Humayun Khan, 24th WEDC Conference, 1998.

جدول نمبر 1.1: پاکستان کے بڑے شہروں میں پیدا ہونے والے کچرے کی صورتحال					
آبادی (ملین میں) مردم شماری 1998ء	آبادی (ملین میں) مردم شماری 2004ء	ٹھوس کچرے کی شرح (کلوگرام فی کس یومیہ)	بننے والا کچرا (ٹن یومیہ)	ٹن سالانہ	
کراچی	9.269	10.818	0.613	6,632	2,420,680
فیصل آباد	1.977	2.307	0.391	902	329,230
حیدرآباد	1.151	1.343	0.563	756	275,940
گوجرانوالہ	1.124	1.312	0.469	615	224,475
لاہور	5.143	6.4	-	5,000	-
پشاور	0.988	1.153	0.489	564	205,860
کوئٹہ	0.560	0.654	0.378	247	90,155
نہال	0.046	0.054	0.439	24	8,760
سبی	0.082	0.095	0.283	27	9,855
بقیہ شہری علاقے	27.261	31.818	0.453	14,414	5,261,110
مجموعی شہری علاقے	42.458	49.554	4.078	24,181	8,826,065
دیہی علاقے	88.121	102.853	0.283	29,108	10,624,420
ذیلی مجموعہ	130.579	152.407	4.361	53,289	19,450,485
خطرناک کچرے کا فیصد اضافہ				1,599	583,635
مجموعہ				54,888	20,034,120

ماخذ: ٹھوس فضلے کے بندوبست کے لیے رہنما ہدایات، جون 2005ء، ادارہ ماحولیاتی تحفظ پاکستان

- پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ (پریا) مجریہ 1997ء
- پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ کی شق 11 کی رو سے ایسی مقدار یا ارتکاز کا فضلہ پھینکنا ممنوع ہے جو نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی اسٹینڈرڈز کے خلاف ہو۔
- خطرناک مادوں کے قواعد 1999ء
- ہسپتال ویسٹ مینجمنٹ کے رہنما خطوط، 1998ء سے نافذ جو وزارت صحت، حکومت پاکستان کے ماحولیاتی صحت یونٹ نے تیار کیے ہیں۔
- ہسپتال ویسٹ مینجمنٹ رولز 2005ء
- خطرناک مادوں کے قواعد 2003ء
- نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی اسٹینڈرڈز رولز
- اسلام آباد کیسپٹل ٹیریٹری ہائی لاز 1968ء، کیسپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تیار کردہ
- کنٹینمنٹ ایکٹ 1924ء کی دفعہ 132 کچرے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق ہے
- ماحولیاتی تبدیلی کے بارے میں وزیراعظم کی کمیٹی بھی ہے جو اس امر کو یقینی بنانے کے لیے تشکیل دی گئی تھی کہ پاکستان کیوٹو پروٹوکول کے تحت کلین ڈویلپمنٹ مکینزم کے تقاضے پورے کرے۔ اس کمیٹی کی سب ڈویژنل سطح کی ایک تکنیکی کمیٹی ہے جو فضلے کے بندوبست پر کام کر رہی ہے۔
- 1994ء میں پاکستان نے خطرناک فضلے کی سرحد پار نقل و حرکت اور اس کو ٹھکانے لگانے سے متعلق بازل کنونشن میں شمولیت اختیار کی۔

- اس کنونشن کا مقصد رکن ممالک کو ماحولیاتی لحاظ سے مناسب بندوبست شروع کرنے کے قابل بنانا ہے تاکہ خطرناک فضلے کی پیداوار کم سے کم ہو اور انسانی تندرستی اور ماحول کو تحفظ مل سکے۔
- پاکستان انوائرمینٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997ء کی شق 12 کے تحت کسی مقام پر تعمیر شروع کرنے سے پہلے لازمی ہے کہ ادارہ برائے ماحولیاتی تحفظ میں ایک 'ابتدائی ماحولیاتی جانچ' جمع کرائی جائے اور اگر منصوبے سے ماحول پر منفی اثر مرتب ہونے کا خدشہ ہو تو ماحولیاتی اثر کے بارے میں ایک جائزہ پیش کرایا جائے۔
 - فی الحال عالمی بینک حکومت پنجاب کے شہری یونٹ کی مدد کر رہا ہے، جو صوبے میں ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے کے امور کا ذمہ دار ہے۔

5 پاکستان میں فضلے کا بندوبست

2001ء میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اجرا سے پہلے فراہمی و نکاسی آب کی ذمہ داری صوبائی ہیلتھ انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ پر عائد ہوتی تھی جس میں ٹھوس فضلے کے بندوبست کا معاملہ بھی شامل تھا۔ لوکل گورنمنٹ کے موجودہ نظام میں یہ ٹاؤن تحصیل کی ذمہ داری ہے تاہم کچرا پھینکنے کی سہولت فراہم کرنا بنیادی طور پر ضلع کونسل کا فرض ہے۔ ٹاؤن تحصیل کی انتظامیہ صفائی ستھرائی کے لیے عملہ بھرتی کرتی ہیں جو سڑکوں پر جاروب کشی کر کے مخصوص مقامات پر کچرا جمع کرتا ہے جہاں سے بلدیہ کی گاڑی اسے لے جاتی ہے۔

ان کے علاوہ کچھ نجی تاجروں نے اس شعبے میں قدم رکھا ہے۔ ملک میں فضلے کے بندوبست میں شامل نجی شعبے کو باضابطہ اور بے ضابطہ کے زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ باضابطہ شعبہ تنظیموں اور غیر سرکاری اداروں پر مشتمل ہے۔ بے ضابطہ شعبہ بہت بڑا ہے اور ہزاروں کباڑیوں پر مشتمل ہے جو شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور مختلف اقسام کا کچرا جمع کرتے ہیں۔

نجی شعبے کی فرموں نے نامیاتی اور غیر نامیاتی فضلے کے بندوبست پر منصوبے شروع کیے ہیں۔ نامیاتی فضلہ نامیاتی کھاد تیار کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ غیر نامیاتی فضلے کو پہلے کاغذ، پلاسٹک، ٹن وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پھر اسے متعلقہ صنعتوں میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں سے ری سائیکل کر کے پلاسٹک وڈ اور ٹیٹرا شیٹ جیسی مصنوعات بنائی جاتی ہیں۔ ملک میں فضلے کے بندوبست پر جن عوامل نے منفی اثرات مرتب کیے ہیں وہ یہ ہیں: شہروں میں کی طرف آبادی کی بے ہنگم نقل مکانی، حفظان صحت اور نکاسی آب کا ناقص نظام، فضلہ اکٹھا کرنے کے لیے ناکافی انسانی وسائل اور سرمایہ، باقاعدہ کچرا دانوں کی عدم دستیابی، کچرا دانوں پر آنے والے فضلے کی صحیح ناپ تول کے لیے وہ بروجوں کی عدم موجودگی اور ری سائیکلنگ کا عمل تقریباً نہ ہونا۔

پاکستان فضلے کو معاشی وسائل میں تبدیل کرنے کے حوالے سے زبردست امکانات رکھتا ہے۔ بعض غیر سرکاری انجمنوں⁹ اور نجی فرموں نے¹⁰ اس میدان میں قدم رکھا ہے۔ یہ ادارے فضلہ اکٹھا کرتے ہیں اور اس کو مختلف عملوں سے گذار کر کھاد، پلاسٹک کی بوتلیں اور ٹیٹرا پیک بناتے ہیں۔ لاہور میں ایک نجی فرم نے ری سائیکلنگ کی ایک سہولت قائم کی ہے جہاں فضلے سے ایندھن بنانے کا کام کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کراچی میں ایک غیر سرکاری انجمن لوگوں کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ فضلہ اسے فروخت کریں جس سے وہ مٹی کو بہتر بنانے والی کھاد تیار کرتی ہے۔ ایک اور این جی

⁹ گل بہاؤ اور پاکستان انوائرمینٹ و ہیلتھ ری سائیکلنگ ٹرسٹ (ای ای ڈبلیو ڈبلیو آر پی ٹی)۔

¹⁰ فاروق کمپوسٹ فریلائز رکارپوریشن اور شگھائی ٹن گانگ انوائرمینٹل پروٹیکشن لمیٹڈ۔

اولمک کے بڑے شہروں سے فضلہ اکٹھا کرنے کا کام کرتی ہے۔ وہ فضلہ کو نچوڑ کر خشک کرتی ہے اور پھر اس سے فضلے کی گولیاں بناتی ہے۔ نامیاتی فضلے سے نچوڑا گیا مائع بازار میں بیچا جاتا ہے۔ یہ پودوں کی غذا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

تاہم ان اداروں کی کارروائیاں محدود پیمانے پر ہیں۔ اگرچہ حکومت کا عزم ہے کہ وہ فضلے کو توانائی میں تبدیل کرنے اور دوسرے مفید مقاصد کے لیے استعمال کرے گی تاہم انفراسٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے یہ صنعت ترقی نہیں کر رہی۔ حکومت پاکستان فضلے کے بندوبست کی صنعت کے اہم کردار سے واقف ہے۔ تاہم اس سلسلے میں زیادہ سرگرمی سے اور سرکاری و نجی شراکت کی بنیاد پر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس صنعت کو صاف ستھرا ماحول میسر آ سکے اور معیشت میں اضافہ قدر کا سلسلہ جاری رہے۔

حوالہ جات:

- Aat van der Wel, Valentin, (December 2007) "Post Solid Waste Management in Sri Lanka: Policy & Strategy".
- Annual Report (2006-07), Ministry of Environment and Forests, Government of India.
- Annual Report (2008), United Nation Environment Program (UNEP), www.unep.org.
- Environment Indicators (2008), Environment Directorate OECD, www.oecd.org/statisticsdata.
- From Waste to Resource: An abstract of "2006 World Waste Survey" by VEOLIA Environmental Services, and CYCLOPE.
- Improvement of Environment by Solid Waste Management in Islamabad, (February 2006) Pakistan Waste Characterization Study, Project Procurement International Islamabad. projectpi@cyber.net.pk.
- Karachi Solid Waste Management (September 2006) Karachi Master Plan 2020, Urban Resource Centre Karachi.
- "The Economist" February 21st-28th 2009.
- The Worldwide Market for Waste Incineration Plants, by ECOPROG, March 2008 Urban Resource Centre Karachi, www.urckarachi.org.
- US Environment Protection Agency (EPA) www.epa.gov.
- Waste Amount Survey in Islamabad, October 2004, PEPA, JICA.
- Waste Amount Survey in Multan, October 2005, PEPA, JICA.

خصوصی سیکشن 2 فعال ضابطہ کاری: کم از کم سرمائے کی شرائط¹

جدول خ س 2.1: کم سے کم سرمائے کی شرائط		
ارب روپے	کم سے کم ادا شدہ سرمایہ (نقصان منہا کر کے)	حتمی تاریخ
گزشیدہ *	نظر ثانی شدہ **	
31-12-2008	5.0	5.0
31-12-2009	6.0	6.0
31-12-2010	10.0	7.0
31-12-2011	15.0	8.0
31-12-2012	19.0	9.0
31-12-2013	23.0	10.0
* بی ایس ڈی سرکلز نمبر 19 ستمبر 2008ء		
** بی ایس ڈی سرکلز نمبر 17 اپریل 2009ء		

مختلف بینکوں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت بہتر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2008ء میں کم سے کم سرمائے کی شرائط میں اضافہ کیا۔ بینکوں کے لیے لازم ہو گیا کہ وہ اپنا کم سے کم ادا شدہ سرمایہ (نقصان کو منہا کر کے) مرحلہ وار بڑھا کر آخر دسمبر 2013ء تک 23 ارب روپے کر دیں۔ (دیکھئے جدول خ س 2.1)۔ شرح کفایت سرمایہ بھی 8 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دی گئی۔ تمام بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ آخر دسمبر 2008ء تک شرح کفایت سرمایہ مذکورہ فی سطح تک لے آئیں۔ ان اقدامات کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کی کیملز ایس (CAMELS-S) درجہ بندی پر مبنی متغیر شرح کفایت سرمایہ بھی متعارف کرائی۔

کم سے کم سرمائے کی شرائط میں یہ رد و بدل دو اہم تبدیلیوں کی وجہ سے کی گئی تھی: (1) عالمی مالی نظام کا ہجوان ادائیگی قرض کے بھرپور بحرانوں کی شکل اختیار کر گیا اور کئی پرانے سرمایہ کاری بینک دیوالیہ ہو گئے، اور (2) م س 09ء کے ابتدائی مہینوں سے ملکی معیشت میں نمایاں سست رفتاری کے آثار نظر آنے لگے۔ ملکی اقتصادی ماحول میں تیزی سے پیدا ہونے والے بگاڑ کی وجہ سے حکومت کو معاشی استحکام کا پروگرام نافذ کرنے کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائی ایگریمنٹ کرنا پڑا۔ معاشی سرگرمیوں کی سست رفتاری م س 09ء کے لیے جی ڈی پی کی تخمین شدہ نمو 2.5 تا 3.5 فیصد سے عیاں ہے جبکہ م س 08ء میں یہ نمو 5.8 فیصد رہی تھی۔

اگرچہ پاکستان کا بینکاری شعبہ عالمی مالی نظام کی ہلچل سے بڑی حد سے محفوظ رہا تاہم تجارتی روابط اور بین الاقوامی مالی منڈیوں تک رسائی کے حوالے سے مشکلات کا بالواسطہ اثر بینکاری نظام کی مجموعی کارکردگی کے لیے منفی مضمرات رکھتا ہے۔ ان بین الاقوامی تبدیلیوں کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی بنا پر ملکی بازار سرمایہ میں بڑھی ہوئی غیر یقینی کیفیت سے ظاہر ہے کہ ملکی بازار سرمایہ تک رسائی دشوار ہے۔

ایسی فضا میں معاشی منتظمین کو کم سے کم سرمائے کی شرائط کے حوالے سے سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے ہیں۔ بطور خاص پاکستان جیسی ابھرتی ہوئی منڈیوں کے لیے، جہاں مالی منڈیاں مکمل نہیں اور بڑی کارپوریشنوں کی طرف سے اس ادھورے پن سے غلط فائدہ اٹھانے کا خطرہ زیادہ ہے،

¹ اس سیکشن کے ملکیتی حقوق شعبہ تحقیق کو حاصل ہیں۔

یہ فیصلے اہم ہیں۔ اس طرح کا ایک فیصلہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے بینکوں کے لیے آئندہ کم سے کم ادا شدہ سرمائے (نقصانات کو منہا کر کے) میں حالیہ اضافے پر نظر ثانی کرنا تھا (دیکھئے جدول خ س 2.1)۔ اسٹیٹ بینک کے اقدامات کا مقصد یہ تھا کہ (1) بینکاری سرگرمیوں کے لیے ایسا ماحول پیدا ہو جہاں بینک اپنی بنیادی کاروباری سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کر سکیں، (2) شعبہ بینکاری سے متعلق تمام فریقوں کے لیے منصفانہ اور سازگار فضا جنم لے، اور (3) مسابقت کو تقویت ملے تاکہ مسابقتی ماحول قائم ہو۔ اس پس منظر میں ہم اس فیصلے کا تینوں زاویوں سے تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بینکاری کاروبار پر توجہ

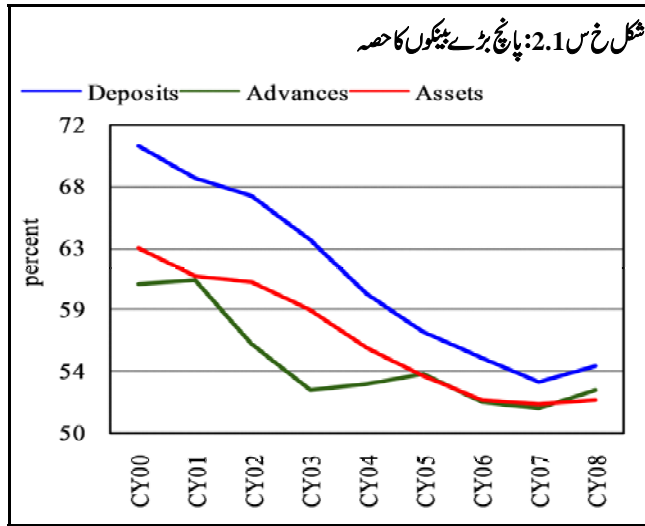
موجودہ اقتصادی فضا میں اسٹیٹ بینک چاہتا ہے کہ بینک اپنی کاروباری سرگرمیوں کو تقویت دیں تاکہ حالیہ برسوں میں ہونے والی ترقی مستحکم ہو سکے۔ پچھلے پانچ برسوں کے دوران مالی صحت کے اہم اظہاریوں میں خاصی بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ 2008ء کے دوران اثاثوں کے معیار کے اظہاریوں (غیر ادا شدہ قرضوں کا کل قرضوں کے ساتھ تناسب اور تمویں کے ساتھ غیر ادا شدہ قرضوں کا تناسب) میں جو معمولی خرابی دیکھی گئی وہ کمزور معاشی ماحول (دیکھئے جدول خ س 2.2) کی عکاس تھی۔ 2008ء کے دوران خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے سرمائے کے ساتھ تناسب میں اضافے کا باوجود بینکاری شعبہ اس قابل ہے کہ یہ نقصانات برداشت کر سکتا ہے کیونکہ یہ تناسب ابھی تک فقط 13.6 فیصد ہے۔ کفایت سرمایہ کی مضبوط شرح کے ساتھ نفع آوری کے اظہاریوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بینکاری شعبہ کمزور معاشی ماحول سے جنم لینے والے ان نقصانات کو برداشت کر سکتا ہے۔ آئی ایم ایف کی مدد سے نافذ ہونے والے معاشی استحکام کے پروگرام کے باعث حالیہ مہینوں میں معاشی اظہاریوں میں بہتری خوش آئند ہے۔

جدول خ س 2.2: مالی صحت کے اظہاریے									
فیصد									
2008ء*	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
12.2	13.2	12.5	11.3	10.5	8.5	8.8	8.8	9.7	شرح کفایت سرمایہ**
10.2	10.5	9.9	8.3	7.6	6.5	6.2	7.3	8.3	پوزن اوسط خطرہ اثاثوں کے لیے سرمائے کی پہلی تہہ
9.1	7.2	6.9	8.3	11.6	17.0	21.8	23.4	23.5	غیر ادا شدہ قرضوں کے ساتھ کل قرضوں کا تناسب
74.7	85.1	77.9	76.8	70.4	63.9	60.6	54.7	55.0	غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے تمویں
13.6	5.6	9.7	14.1	29.2	54.4	85.5	150.5	131.3	خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے ساتھ سرمائے کا تناسب
1.2	1.5	2.1	1.8	1.2	1.0	0.1	-0.5	-0.2	اثاثوں پر منافع (بعد از ٹیکس)
11.3	15.5	24.2	25.0	20.3	20.0	3.2	-12.6	-3.5	ایکویٹی پر منافع (بعد از ٹیکس)
* آخر دسمبر 2008ء کے لیے سرمایہ اعداد و شمار پر مبنی									
** سال 2008ء کے لیے شرح کفایت سرمایہ BASEL II فریم ورک پر مبنی									

اس پس منظر میں ضابطہ کار ادارے نے کم سے کم سرمائے کی شرائط کے آئندہ اہداف کو نیچے لایا جائے تاکہ بینک آئندہ کم سے کم سرمائے کی شرائط کو پورا کرنے کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں اور اپنی موجودہ بیلنس شیٹ کو مستحکم کرنے پر زیادہ توجہ دیں۔ بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں میں مسلسل اضافہ بینکوں کی انتظامیہ کی گہری توجہ کا متقاضی ہے۔

شعبہ بینکاری میں مسابقت کو تقویت دینا

اسٹیٹ بینک بینکاری نظام میں مسابقت کی فضا پیدا کرنے کی پالیسیوں پر بھرپور طور پر گامزن ہے۔ کوششیں کی گئی ہیں کہ (1) انضمام اور خریداریوں کے عمل سے معمول کے سائز کے بینک سامنے آئیں (جو پانچ بڑے بینکوں کا مقابلہ کر سکیں)، (2) مضبوط غیر ملکی بینک میدان میں داخل ہو سکیں، اور (3) رواپتی بینکوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بینکوں کا قیام عمل میں آئے۔ یہ ان کلیدی اقدامات میں شامل ہیں جو مسابقت اور ہمہ گیر مالیات یعنی انکیوسو فنانس کے فروغ کی خاطر کیے گئے۔ ان اقدامات نے بینکاری شعبے میں ارتکاز کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے² اور حالیہ برسوں میں ارتکاز کے مختلف پیمانوں میں واضح بہتری دیکھی گئی ہے۔



بینکاری شعبے کے کل اثاثوں میں پانچ بڑے بینکوں کا حصہ 2000ء سے 10.8 فیصدی درجے کم ہو کر 2008ء کے آخر میں 52.4 فیصد رہ گیا ہے (دیکھئے شکل خ س 2.1)۔ منڈی میں ان بڑے بینکوں کے حصے میں کمی یہ ظاہر کرتی ہے کہ دوسرے بینکوں کی کاروباری سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ یہی حقیقت ہر فنڈ ال ہر شہین اشارے اور تغیر کے عددی سرے سے بھی ظاہر ہے (دیکھئے جدول خ س 2.3)۔ تاہم 2005ء سے اس تبدیلی کی رفتار کم ہو گئی ہے اور 2008ء کے دوران معاشی سست رفتاری

جدول خ س 2.3: ارتکاز کے پیمانے								
2008ء	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء
ہر فنڈ ال ہر شہین اشاریہ								
794	785	810	833	946	1,032	1,130	1,185	1,238
742	732	746	772	764	777	852	965	942
736	741	745	762	850	912	973	993	1,023
تغیر کا عددی سر								
1.47	1.45	1.49	1.52	1.63	1.79	1.90	2.05	2.10
1.39	1.38	1.40	1.44	1.40	1.47	1.57	1.80	1.77
1.39	1.39	1.40	1.42	1.51	1.65	1.72	1.83	1.87
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

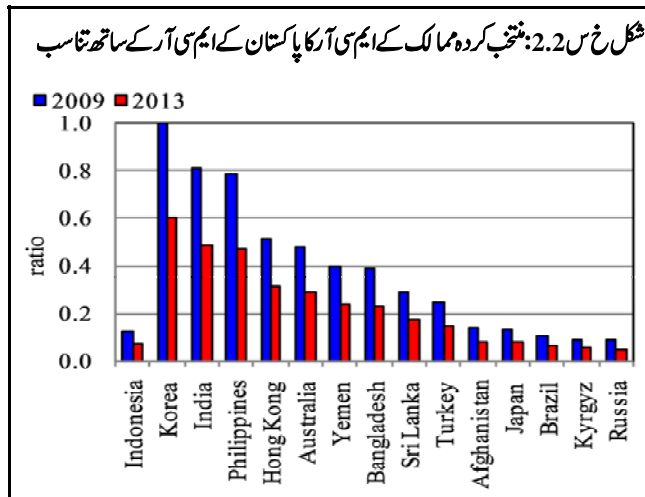
2 اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے: ”باب 4: بینکاری نظام میں ارتکاز اور مسابقت“ مالی استحکام کا جائزہ 2007-08ء

سے صورتحال مزید بگڑ گئی ہے۔ کم سے کم سرمائے کی شرائط کو گھٹانے کے فیصلے سے بینکاری مسابقت میں بہتری آنے کی توقع ہے۔ اس سے چھوٹے بینکوں کو منڈی میں اپنی جگہ بنانے اور بڑے بینکوں کا مقابلہ کرنے کا موقع ملے گا۔

منصفانہ ماحول کی تشکیل

موجودہ عالمی اقتصادی بحران اور 2008ء کی دوسری ششماہی کے دوران ملک کے اقتصادی حالات کے تیزی سے بگاڑ کے نتیجے میں چھوٹے اور درمیانے حجم کے بینکوں کے لیے کم سے کم سرمائے کی شرائط کا معاملہ نمایاں طور پر تبدیل ہو چکا ہے۔ اقتصادی سرگرمیوں میں کمی، نفع یابی میں تخفیف، اور ملکی اور عالمی مالی منڈیوں میں سیالیت کی مستقل قلت سے ہونے والے نقصانات نے پانچ بڑے بینکوں کے سوا تمام بینکوں کے لیے سرمایہ جمع کرنا انتہائی دشوار بنا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے بینکوں کو سرمایہ اکٹھا کرنے کی ضرورت نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ ان کے مجموعی اثاثے دسمبر 08ء کے اختتام پر 22.1 ارب روپے سے لے کر 110.9 ارب روپے تک تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ بڑے بینک کم سے کم سرمائے کی موجودہ اور آئندہ شرائط بخوبی پوری کر سکتے ہیں۔ ایسا ماحول ہو تو بڑے بینک چھوٹے بینکوں کی تحویل کی خواہش اور صلاحیت بدرجہ اتم رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے ممکنہ توسیع پسندانہ رویے کی روک تھام کرتے ہوئے کم سے کم سرمائے کی شرائط میں تخفیف کردی۔ اس فیصلے سے توقع ہے کہ چھوٹے اور درمیانے بینکوں کو سرمایہ اکٹھا کرنے کے اضافی بوجھ سے کسی حد تک نجات ملے گی اور ان کی کفایت سرمایہ بھی برقرار رہے گی۔

چھوٹے اور درمیانے درجے کے بینک اپنے نیٹ ورک میں وسعت لانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس کا ثبوت 2008ء کے اعداد و شمار سے ملتا ہے جن کے مطابق 83.3 فیصد نئی شاخیں ان چھوٹے اور درمیانے بینکوں نے قائم کی ہیں جو پانچ بڑے بینکوں میں سے نہیں۔ اس کے علاوہ بینکاری شعبے کے ملازمین کی مجموعی تعداد میں پانچ بڑے بینکوں کا حصہ نمایاں طور پر کم ہوا ہے۔ مجموعی تعداد میں بڑے بینکوں کا حصہ 2000ء میں 48.8 فیصد تھا جو اختتام 08ء پر 24.4 فیصد رہ گیا۔ یہ الفاظ دیگر اپنی توسیعی سرگرمیوں کے لحاظ سے چھوٹے اور درمیانے بینک بڑی تعداد میں کارکنوں کو



اپنی طرف راغب کرنے میں کامیاب رہے ہیں اور ان کی افرادی قوت بہت بڑھ چکی ہے۔ امید ہے، کم سے کم سرمائے کی شرائط پر نظر ثانی ہونے سے شعبے میں کام کرنے والے تمام بینکوں کو منصفانہ ماحول میسر آئے گا اور وہ اس سے پورا فائدہ اٹھا سکیں گے۔

عالمی حالات سے تقابل

کم سے کم سرمائے کی شرائط میں اضافہ کیا جاتا تو امکان تھا کہ پاکستان کے شعبہ بینکاری کو، دنیا کے دوسرے بینکوں کے نمایاں

طور پر تبدیل ہوتے ہوئے ضوابطی ڈھانچے کے پیش نظر نقصان سے دوچار ہونا پڑتا۔ کم سے کم سرمائے کی شرائط کے عالمی موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منتخب ملکوں کی کم سے کم سرمائے کی شرائط اور پاکستانی بینکوں پر عائد کم سے کم سرمائے کی شرائط کا تناسب 'ایک' سے کم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں یہ شرائط بلند ہیں (دیکھئے شکل خ 2.2)۔ کم سے کم سرمائے کی نظر ثانی شدہ شرائط سے یہ مسئلہ حل ہونے کی توقع ہے اور ملکی بینکوں کو بیرون ملک بینکوں کے لحاظ سے نسبتاً مساوی مواقع حاصل ہو سکیں گے۔ اس سے بینکاری نظام میں قواعدی تفاوتی (regulatory arbitrage) سرگرمیاں کم ہونے میں مزید مدد ملے گی۔

مختصر یہ کہ، گزشتہ سات برس میں بینکاری نظام کی عمدہ پیش رفت، موجودہ اقتصادی ماحول کے پیش نظر اور کساد بازاری کے دوران منڈیوں کے برتاؤ کا اندازہ لگاتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے کم سے کم سرمائے کی شرائط مزید کم کرنے کا جو بروقت فیصلہ کیا اس سے پاکستان میں بینکاری کی سرگرمیوں کو مزید وسعت ملے گی۔